بسم اللہ الرحمٰن الرحیم!

* کفرانِ نعمت کا وبال
* فتنۂ رفض و انکارِ صحابہؓ
* دفاعِ صحابہؓ اور ہمارا فرض
* مولانا عبدالشکور دین پوری
* مولانا عبدالہادی شاہ منصوری

نقشِ آغاز

اللہ اکبر۔ ملک و قوم کی یہ غیر یقینی اضطراب انگیز حالت۔ انگریزی قانون کی بالادستی اور نفاذِ شریعت سے گریز۔ غربت و افلاس۔ مہنگائی اور بدحالی۔ باہمی جنگ و جدال۔ بے گناہ انسانوں کے خون کی ارزانی۔ بم دھماکے۔ بے ظلم و ستم بے قید و بند۔ نفاذِ شریعت سے تمسخر اور مذاق۔ الغرض چاروں طرف بربادی اور شر و فساد کا دور دورہ ہے۔ پوری قوم اعمال و افعال کی مکافاتی چکیوں میں پستی چلی جارہی ہے۔ گویا اس بستی کی پوری تصویر ہمارے سامنے ہے جس کی مثال قرآنِ حکیم نے دی ہے جسے خدا نے ہر طرح کی عافیت، سکون، خوشحالی اور فارغ البالی سے نوازا۔ مگر بستی والوں نے نہایت بے دردی سے اللہ تعالیٰ کی ساری نعمتوں کی ناشکری کی۔ پھر خدا نے کیا کیا۔ اس ساری آسودگی کو بدحالی اور بھوک و افلاس سے بدل دیا۔ امن و عافیت کی جگہ خوف و اضطراب نے لے لی۔ فاذاقھا اللہ لباس الجوع والخوف۔

اس مثال کے ذریعہ اللہ تعالیٰ نے ان سب لوگوں کو تنبیہ فرمائی جو خدا کی نعمتوں کو خیر کی بجائے شر کا ذریعہ بنا کر خدا کی بستیوں کو امن و سکون کی بجائے انتشار و اضطراب سے بھر دیتے ہیں۔ خدائے بزرگ و برتر ایسے واقعات کا ذکر کر کے انہیں للکارتا ہے کہ خدائے حی و قیوم اس پر قادر ہے کہ وہ دن کو ہنستے کھیلتے ہوئے اور راتوں کو میٹھی نیند سوتے ہوئے انہیں اپنے اعمال کا مزہ چکھا دے۔

افامنوا مکر اللہ ان یاتیہم بأسنا ضحیً وھم یلعبون۔ افامنوا مکر اللہ ان یأتیہم بأسنا بیاتاً وھم نائمون۰

پھر کیا اس بدنصیب ملک کے یہ آئے دن کے انقلابات اور تنبیہات قرآنِ کریم کی اس ابدی صداقت کی تائید مزید نہیں کر رہے۔ ملک کی شکست و ریخت، پھر لاکھ سوا لاکھ کا ہندو کے ہاتھوں قید و بند اور سقوطِ ڈھاکہ اور اب سرحد و بلوچستان اور قبائل میں روسی طیاروں کی بے گناہ شہریوں پر مسلسل بمباری، صوبائی عصبیت، لسانی فسادات اور علیحدگی پسند رجحانات۔ سندھ اور کراچی کی مخدوش اور تباہ کن صورتِ حال اور اب محرم الحرام میں ہلاکت خیز

خوں ریزی کی تیاریوں نے اس تبدیلی کی یاد تازہ نہیں کی جو بخت نصر کے ہاتھوں یہود کو اٹھانی پڑی تھی۔ کراچی کے فسادات نے کیا بیروت اور لبنان کا سماں نہیں باندھا۔ کیا اس کے بعد بھی کسی باشعور قوم کو عاد و ثمود کی ہلاکت و بربادی کے نقشے دہرانے کی ضرورت رہ جاتی ہے؟

یہ سب کچھ ہوتا رہا اور ہو رہا ہے۔ مگر غفلت و سرکشی کے حجاب اور بھی دبیز ہوتے چلے گئے۔ سنگدلی اور شقاوت کی گہرائیوں میں اضافہ ہی ہوتا رہا۔ انفرادی اور اجتماعی حقوق اور مراتب پامال ہوتے رہے۔ تمام عمرانی اور معاشرتی تقاضوں کو روند ڈالا گیا۔ ملی و اخلاقی اقدار تہس نہس کر دی گئیں۔ اسلام، جمہوریت، مساوات، اخلاق و اقدار، عدل و انصاف، حقوق اور ذمہ داریوں کی دھجیاں اڑا دی گئیں۔ خدا طلبی کی جگہ خدا فراموشی، حیا اور عفت کی جگہ بے حیائی اور فحاشی، ضبط و اطاعت کی جگہ بدنظمی اور انارکی، خوف آخرت کی جگہ مادہ پرستی نے لے لی۔ ہوس زر کے عفریت نے حلال و حرام کی ساری حدود توڑ کر رکھ دی۔ راعی رعیت کے حقوق سے غافل اور رعیت راعی کے آداب سے بے خبر، ظلم نے عدالت اور فریب و عیاری نے سیاست کا روپ دھارا۔ الغرض ملک کی حالت ایک بھٹی جیسی ہوگئی جس میں کود کر اب پوری قوم اضطراب، بدگمانی، خوف و لالچ و ہوس، بھوک اور ننگ، پستی اور باہمی جنگ و جدال کی آگ میں سلگ اور سسک رہی ہے۔ آبروئے جان و مال کا اعتماد ختم ہوا۔ اطمینان و عافیت کے سارے سہارے ٹوٹتے چلے گئے۔ آسائش اور خوشحالی تو بڑی بات ہے۔ ایک بڑی اکثریت کے لئے زندگی کا سانس رمق قائم رکھنا بھی وبالِ جان بن گیا۔ اور ارشاد ربانی فکفرت بانعم اللہ فاذاقہا اللہ لباس الجوع والخوف بما کانوا یصنعون کا بدرجہ اتم ظہور ہوگیا۔ ایسے حالات میں نجات کا واحد ذریعہ نفاذ شریعت کا فوری اقدام ہے اور الحمد للہ کہ علماء حق پارلیمنٹ میں بھی اور اس سے باہر بھی اس کے لئے حتی المقدور اور بھرپور مساعی کر رہے ہیں۔ السعی منا والاتمام من اللہ۔

شکست و فتح نصیبوں سے ہے ولے اے میر
مقابلہ تو دلِ ناتواں نے خوب کیا

قومی یکجہتی، استحکام، باہمی رواداری اور اتحاد و اتفاق کی ضرورت و اہمیت سے کس باشعور شخص کو انکار ہو سکتا ہے۔ جن لوگوں کے ہاتھ میں عنانِ اقتدار ہے ان کی طرف سے بھی ملکی سالمیت کی خاطر قومی یکجہتی، باہمی اتحاد اور حسنِ معاشرت پر زور دیا جا رہا ہے۔ اس ملک کی غالب اکثریت اہلسنت والجماعت کی ہے جس کے ریشہ ریشہ میں صحابہ کرامؓ کی عظمت و تقدیس کے ساتھ ساتھ اہل بیتؓ اور ائمہ اطہارؒ کی محبت بھی رچی بسی ہے۔

ایک ایسی اکثریت اگر اپنے اساسی نظریات دینی معتقدات کے تحفظ اور دفاع کے لئے کسی اقلیتی فرقہ کی ان